وطن اصلی اور وطن اقامت کا مسئلہ!

مولوی عبدالواحد ایاز

کیا فرماتے ہیں علمائے کرام ومفتیان عظام مندرجہ ذیل مسئلہ میں کہ:

۱- زید کی جائے ملازمت اس کے گھر سے تقریباً سو کلومیٹر کے فاصلہ پر ہے' وہاں اس کے کمرے میں اس کا ذاتی بستر' چارپائی اور دیگر سامان موجود ہے' وہ کبھی تو پندرہ دن کی نیت کرکے وہاں رہتا ہے اور کبھی پندرہ دن سے کم' اب اگر اس کی پندرہ دن سے کم کی نیت ہے' تو وہاں نمازیں پوری پڑھے یا قصر کرے؟ علمائے کرام سے سن رکھا تھا کہ کسی کی وطن اقامت میں پندرہ دن سے کم رہنے کی نیت ہے تو اس کے لئے وہاں قصر نماز ہوگی۔ اب ایک مفتی صاحب نے بتایا کہ وطن اقامت میں اگر اس کا ایک کمرہ ہے اور اس کی چابی بھی اس کے پاس ہے تو اگر کسی بھی وقت اس نے وہاں پندرہ دن رہنے کی نیت کرلی تو مقیم ہو جائے گا۔ وطن اقامت' وطن اصلی میں آنے جانے کی وجہ سے باطل نہ ہوگا۔ وطن اصلی سے وطن اقامت میں آتے ہی وہ مقیم ہو جائے گا' اگرچہ وطن اقامت میں اس نے پندرہ دن سے کم رہنے کی نیت کی ہو' اس عالم دین نے علامہ شامی اور چند دیگر عصر حاضر کے علماء کا زبانی طور پر حوالہ دیا ہے، آپ سے گذارش ہے کہ آپ وطن اقامت کے بارے میں مفتی بہ قول کو مع حوالہ جات تحریر فرمائیں اور یہ بھی تحریر فرمائیں کہ وطن اقامت کون کونسی شرائط کی بناء پر باطل نہ ہوگا۔

۲- ایک دینی طالب علم جو کم از کم ایک سال تک کسی مدرسہ میں قیام کا ارادہ رکھتا ہو' اور وہ ایک بار پندرہ دن سے زائد کی نیت سے مذکورہ مدرسہ میں قیام کرچکا ہے۔ اب اگر وہ مدرسہ میں پندرہ دن سے کم کی نیت سے آئے تو کیا مدرسہ میں قصر نماز پڑھے یا پوری؟ جب کہ وہ مدرسہ کے جس کمرہ میں رہتا ہے اس کے مشترکہ تالے کی ایک چابی اس کے پاس ہے' اس کا ذاتی بستر' چارپائی' پیٹی اور کپڑوں کا بیگ وغیرہ مدرسہ میں ہوتا ہے۔

۳- اب تک اگر وہ طالب علم پندرہ دن سے کم رہنے کی صورت میں قصر نمازیں پڑھتا اور پڑھاتا رہا تو اس کی ان گذشتہ نمازوں کا کیا حکم ہوگا؟

ازراہ کرم جواب عنایت فرمائیں' اللہ تعالیٰ آپ کو دنیا وآخرت کی کامیابی سے سرفراز فرمائیں۔

مستفتی: دوست محمد متعلم موقوف علیہ

الجواب ومنه الصدق والصواب

واضح رہے کہ وطن اقامت کے بارے میں فقہ حنفی کی کتابوں سے بظاہر معلوم ہوتا ہے کہ وطن اقامت سے بنیت سفر نفس خروج ہی وطن اقامت کے لئے مبطل ہے' جیسا کہ ''الدر المختار'' ج:۲'ص:۱۳۲ باب صلاۃ المسافر میں ہے:

''(و) یبطل (وطن الاقامة بمثله و) بالوطن الاصلی (و) بانشاء (السفر)''۔

اور فتاویٰ ہندیہ الباب الخامس عشر' ج:۱'ص:۱۴۲ میں ہے:

''ووطن الاقامة یبطل بوطن الاقامة وبانشاء السفر وبالوطن الاصلی هكذا فی التبیین''۔

اسی طرح حلبی کبیر: ''فصل فی صلاة المسافر'' ص:۵۴۴'ط: سہیل اکیڈمی میں ہے۔

مذکورہ بالا عبارات فقہیہ سے بظاہر یہی معلوم ہوتا ہے کہ مقیم آدمی اگر بنیت سفر وطن اقامت سے چلا جائے تو دوبارہ جب اس وطن اقامت میں پندرہ دن سے کم کی نیت کر کے آئے گا تو وہ مسافر رہے گا اور قصر نماز پڑھے گا' لیکن ان عبارات فقہیہ کی صحیح مراد سمجھنے کی ضرورت ہے۔

وہ یہ کہ عبارات فقہیہ پر غور کرنے سے یہ واضح ہوتا ہے کہ وطن اقامت سے محض سفر کرنا ہی وطن اقامت کے لئے مبطل نہیں ہے یعنی وطن اقامت محض سفر کرنے سے باطل نہیں ہوتا' بلکہ سفر بصورت ارتحال مبطل ہے یعنی یہ بطلان اس وقت ہوگا جب کہ وطن اقامت سے جاتے وقت اپنا سامان وغیرہ بھی ہمراہ لیجا کر وطن اقامت کو بالکلیہ ختم کردے' جس سے یہ سمجھا جائے کہ مذکورہ شخص کا ارادہ فی الحال دوبارہ یہاں آنے کا نہیں ہے۔ یہی وجہ ہے کہ وطن اصلی سفر سے باطل نہیں ہوتا' کیونکہ وطن اصلی سے سفر کرنا وطن اصلی کے چھوڑنے پر دلالت نہیں کرتا' بلکہ اہل وعیال وغیرہ کی موجودگی اس امر پر دلالت کرتی ہے کہ جانے والا اس مقام پر دوبارہ واپس آنے کے قصد وارادہ سے جارہا ہے' لہذا اگر وطن اصلی سے جانے والا کوئی شخص اہل وعیال سمیت چلا جائے اور کسی دوسری جگہ کو وطن اصلی بنالے اور پہلے والے وطن اصلی کو بالکلیہ ختم کردے تو ایسی صورت میں پہلے والے وطن اصلی کی وطنیت بھی ختم ہوجاتی ہے' یہ بات کتب فقہ میں مصرح ہے۔

اس سے معلوم ہوا کہ بطلان وطن کا مدار ترک وطن یا اعراض عن التوطن پر ہے' محض خروج بنیت سفر پر نہیں' پس جس خروج سے بھی ترک توطن کا عزم کرلیا اور وہاں سے نکل پڑا اور اس وطن کی رہائش بالکلیہ ختم کردی' یا کسی دوسری جگہ کو وطن اصلی بنالیا' تو وہ وطن باطل ہوجائے گا' خواہ یہ وطن اصلی ہو یا وطن اقامت ہو۔

البتہ ان دونوں وطنوں سے سفر کرنے میں عام طور پر ایک فرق ہوا کرتا ہے جس کی وجہ سے ان دونوں وطنوں کے متعلق حکم مختلف ہوا کرتا ہے' وہ یہ کہ:

وطن اصلی سے سفر عام حالات میں بدوں ارادہ ترک وطن ہوتا ہے یعنی کسی حاجت وغیرہ کے لئے سفر کرنا پڑتا ہے پھر واپس اسی وطن پر آنا ہوتا ہے اور یہ سفر بصورت ارتحال نہیں ہوتا۔

اس کے برخلاف وطن اقامت سے سفر عموماً بارادۂ ترک وطن ہوتا ہے' کیونکہ اصلی رہائش تو کسی اور جگہ ہوتی ہے' یہاں ضرورت کے لئے قیام تھا' ضرورت پوری ہونے پر یہاں سے جانا ہوتا ہے' اس فرق کے پیش نظر یہ کہا گیا ہے کہ سفر وطن اقامت کے لئے مبطل ہے' پس متون کی تعبیر سفر کے اسی فرد مطلق کے بارے میں ہوگی' تمام سفروں کے بارے میں نہیں ہوگی''بدائع'' کی تعلیل سے یہی معلوم ہوتا ہے' ملاحظہ ہو:

''وینقض بالسفر ایضا' لان توطنه فی هذا المقام لیس للقرار' ولکن لحاجة' فاذا سافر منه یستدل به علی قضاء حاجته فصار معرضا عن التوطن به فصار ناقضا له دلالة''۔ (کتاب الصلاۃ فصل: والکلام فی صلاۃ المسافر: ط:سعید)

امام کاسائیؒ کی مذکورہ تعلیل سے یہی بات ظاہر ہوتی ہے کہ وطن اقامت کو باطل کرنے والے سفر سے مراد یہ ہے کہ اب یہاں رہائش کی حاجت نہ رہے اور جانے والا اس مقام کی وطنیت کو ختم کردے اور یہ اس سفر میں ہوتا ہے جو کہ بصورت ارتحال ہوتا ہے اور وطن اقامت میں کچھ بھی نہ رہے۔

اس کے برخلاف جس شہر یا جگہ میں کامل رہائش ہے' رہائش کی نیت بھی ہے اور رہائش کا سامان بھی وہی ہیں' اگرچہ وہ اس کا وطن اصلی نہیں ہے تو یہ اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ اس شخص نے اپنا وطن اقامت ختم نہیں کیا۔

صاحب بحر نے تصریح کی ہے کہ بقاء ثقل یعنی سامانِ رہائش وغیرہ کے باقی رہنے سے وطن اقامت باقی رہتا ہے' اگرچہ دوسری جگہ سفر اختیار کرلے۔ صاحب بحر کی عبارت ملاحظہ ہو:

''وفی المحیط: ولو کان له اهل بالکوفة واهل بالبصرة' فمات اهله بالبصرة لاتبقی وطنا له' وقیل: تبقی وطنا' لانها کانت وطنا له بالاهل والدار جمیعا فبزوال احدهما لایرتفع الوطن' کوطن الاقامة یبقی ببقاء الثقل وان اقام بموضع آخر''۔ (باب المسافر ج:۲'ص:۱۳۶'ط:سعید)

۱- لہٰذا صورت مسئولہ میں اگر زید اپنے گھر سے سو کلو میٹر دور جائے ملازمت میں رہائش پذیر ہے' جائے ملازمت میں اس کا کمرہ' ذاتی سامان جیسے بستر' چارپائی وغیرہ موجود ہے تو اس صورت میں اگر ایک دفعہ جائے ملازمت میں پندرہ دن اقامت کرچکا ہے' جیسا کہ سوال میں تصریح ہے تو جب تک زید اس جگہ ملازمت کو چھوڑ کر موجودہ رہائش بالکل ختم نہیں کرتا' اس وقت تک جب بھی وطن اقامت (جائے ملازمت) آئے تو چاہے ایک ہی دن کے لئے آئے' وہ مقیم ہی رہے گا اور پوری نماز پڑھے گا' قصر نہیں کرے گا۔

۲- کوئی طالب علم اگر کسی مدرسہ میں ایک سال یا اس سے زائد مدت تک پڑھنے کا ارادہ رکھتا ہے اور اس مدرسہ میں اس کا سامان وغیرہ موجود ہے اور ایک مرتبہ اس مدرسہ میں پندرہ دن کی اقامت بھی کرچکا ہے تو

مدرسہ اس طالب علم کا وطن اقامت بن چکا ہے' لہذا جب تک یہ طالب علم مذکورہ مدرسہ سے مستقل نہیں چلا جاتا' اس وقت تک جب بھی اس مدرسہ میں سفر وغیرہ سے آئے گا تو مدرسہ آنے کے بعد خواہ پندرہ دن سے کم ہی کیوں نہ ہو وہ مقیم ہی شمار ہوگا اور مذکورہ مدرسہ میں قصر نماز نہیں پڑھے گا' بلکہ پوری نماز پڑھے گا۔

۳- مذکورہ بالا تفصیل سے یہ بات واضح ہوگئی کہ مذکورہ طالب علم مذکورہ مدرسہ میں مقیم شمار ہوگا اور مقیم کے لئے چار رکعت والی نمازوں میں مکمل چار رکعت پڑھنا واجب اور ضروری ہے' اگر مقیم آدمی بجائے چار رکعت کے قصر نماز پڑھے تو اس کی نماز بوجہ ناقص ہونے کے ادا نہ ہوگی۔

اسی طرح مقیم امام اگر چار کے بجائے دو رکعت پڑھائے یعنی نماز قصر پڑھائے تو جب امام کی نماز درست نہیں ہوئی تو مقتدیوں کی نمازیں بھی ادا نہیں ہوئیں۔ایسی پڑھی گئیں تمام نمازوں کا اعادہ واجب اور ضروری ہے' ورنہ فرض ذمہ میں باقی رہے گا' جیسا کہ حدیث شریف میں ہے:

''عن عائشةؓ زوج النبی ﷺ قالت: فرضت الصلاة رکعتین فی الحضر والسفر فاقرت صلاة السفر وزیدت فی صلاة الحضر''۔

(مسلم شریف ج:۱ص:۲۴۱ط:قدیمی)

دوسری حدیث شریف میں ہے:

''عن ابن عباسؓ قال ان الله فرض الصلاة علی لسان نبیکم علی المسافر رکعتین وعلی المقیم اربعاوفی الخوف رکعة''۔(حوالہ بالا)

اور فتاویٰ شامی میں ہے:

''بل التضمین ان صلاة الامام متضمنة لصلاة المقتدی ولذا اشترط عدم مغایرتهما فاذا صحت صلاة الامام' صحت صلاة المقتدی' لانه متی فسدالشیٔ فسد ما فی ضمنه''۔(کتاب الصلاة' باب الامامة ج:۱ص:۵۹۱ط:سعید)

لہذا مذکورہ طالب علم نے حالت اقامت میں پوری نماز پڑھنے کی بجائے جو نمازیں قصر پڑھی ہیں اور اسی طرح جو نمازیں امام بن کر پڑھائی ہیں تو ایسی تمام نمازوں کا اعادہ امام اور مقتدی پر لازم ہے۔اعادہ کے لئے اگر ممکن ہو سکے تو فرداً فرداً اطلاع کردی جائے یا بصورت دیگر عام اعلان کے ذریعہ ایسے مقتدیوں کو پڑھی گئی نمازوں کا اعادہ کرنے کا کہہ دیا جائے۔

الجواب صحیح	الجواب صحیح	کتبہ
صالح محمد کاروڑی	محمد داؤد	عبدالواحد ایاز
		متخصص فی الفقہ الاسلامی

جامعہ علوم اسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن کراچی